ہیں۔ اور ان کی یہ خواہش ہے کہ ان (افغان لیڈرز) درندوں کو جن کے آستینوں اور دامنوں اور قباؤں، جبوں اور عماموں سے ابتک خون ٹپک رہا ہے کو دوبارہ کسی نہ کسی طور پر معصوم طلبہ (تحریک طالبان) پر مسلط کردیا جائے بہرحال اس ظلم عظیم پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین پھٹی۔ ہماری عالم کفر سے تو کوئی شکایت نہیں بنتی کیونکہ وہ تو ہمارے وجود کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ البتہ عالم اسلام اور خصوصاً پاکستانی حکومت سے یہ گلہ ضرور ہے کہ انہوں نے جبکہ طالبان حکومت کو باقاعدہ تسلیم کرلیا ہے تو پھر اس ظلم عظیم پر انہوں نے کیوں کسی احتجاج یا رد عمل کا اظہار نہیں کیا۔ آیا اسلام کے ہزاروں حقیقی فرزندان جو صلح اوردین ومذہب کے نام پر تہ تیغ کیے گئے کیا یہ لاوارث اور بے ننگ و نام تھے؟ ان کا کسی مذہب، کسی برادری سے کوئی تعلق نہیں تھا؟ آیا ان حالات میں وہ وقت نہیں آپہنچاہے کہ ہم عالم اسلام کے "بے کسی کے مزار" پر آخری مرتبہ فاتحہ پڑھ لیں۔

ع مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

انشاء اللہ رب العالمین ان معصوم طلبہ کے مقدس خون کی لاج ضرور رکھے گا۔ اور اس پاک خون سے جو چراغ حق جل اٹھے ہیں انشاء اللہ یہی دلیل سحر ثابت ہونگے۔ اس کی روشنی اور تنویر سے ظلمت کدہ عالم کا چپہ چپہ منور ہوکے رہیگا۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے طالبان کو ایک بار پھر اپنی نصرت سے سرفراز کرکے مزار شریف میں پہنچا دیا ہے۔ بہت جلد یہ خطہ بھی پرچم اسلام کے سایہ امن وعافیت میں آجائے گا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے ہم ان بہادر سپوتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ یہ فقیر منش طائفہ اور بوریا نشین جماعت جو کہ دنیوی اعزازات سے بے نیاز ہے اور پھر کیوں نہ ہوں شہادت کی خلعت فاخرہ کے ساتھ جنت کی ابدی نعمتیں ان کے لیے چشم براہ ہیں اور جن کیلئے قرآن پاک ان کلمات عالیہ سے استقبال کررہا ہے۔

"یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"

* * * * * * * * * *

عبرت گاہ عالم کا ایک سبق آموز واقعہ

اس عبرت کدہ عالم میں انسانی ہستی کی ناپائیداری اور بے ثباتی کے ہم روز مختلف عبرت آمیز مناظر دیکھتے ہیں اور پھر بھی اس کے سحر کے فسوں کے اسیر ہیں۔ اور چند محدود مہ سال اور گنتی کی گھڑیوں اور لمحوں کو ہم اپنی متاع کل سمجھتے ہیں، اور یہ ہماری خام خیالی ہے کہ اس معمورۂ

دنیا میں انفاس عمررواں کا یہ کارواں یونہی دائمی طور پر رواں دواں رہے گا اور کبھی کسی بھی جگہ ٹھہرے گا نہیں۔ پھر زندگی کے موج میلوں میں یہ خاکدان سفال ایسا رل مل جاتا ہے کہ اپنی ہستی کی ناپیداری وبے ثباتی کمزوری وناتوانی الغرض ہر چیز کے خیال سے بیگانہ ہوجاتا ہے اور پھر اچانک کسی روز سنگ اجل سے ٹکرا کر شکست وریخت اور فنا سے دوچار ہوجاتا ہے۔ پھر دھیرے دھیرے یہ حضرت انسان بھی اجزائے عالم کے اجزائے پریشان میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ تاآنکہ خلاق ازل ان اجزاء کو اپنی قدرت کاملہ سے اکٹھا کرکے اس کو دوبارہ اسی ہی احسن تقویم میں تخلیق فرمادیں۔

"افعیینا بالخلق الاول۔ بل ھم فی لبسٍ من خلقٍ جدید" اور

ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

موت وحیات کا یہ ابدی کھیل تو روزاول ہی سے جاری ہے اور ابتداہی سے شاخ ہستی بجلیوں کی زد میں ہے۔ اور تاصبح قیامت یوں ہی یہ سلسلہ جاری رہیگا اور انفاس کی یہ آری جو مسلسل شجرزندگی کو کاٹ رہی ہے، یوں ہی چلتی رہیگی۔ فلسفہ زندگی کی اس گتھی اور گورکھ دھندے کو قافلہ گرہ کشایان حکمت وفلسفہ اور جماعت دانشوران مابعدالطبیعیات والھیات سلجھاتے سلجھاتے وہ خود اس کے پیچ وخم میں الجھ کررہ گئے اور آج تک فضائے حیرت وتحیر میں ان کی ارواح بھٹکتی پھر رہی ہیں۔ ع کارواں تھک کر فضا کے پیچ وخم میں رہ گیا

اور بقول اقبال" ہر شے مسافر ہر چیز راہی کیا چاند تارے کیا مرغ وماہی

قلم اٹھایا تھا ایک بڑے ہی عبرت آمیز اور سبق آموز حادثے پر لکھنے کیلئے جس پر آج دنیا بھر میں "نوحہ خوانی" ہورہی ہے اور ماتم وشیون کا ایک لامحدود سلسلہ جاری ہے۔ یہ انگلستان کی پرنسز آف ویلز لیڈی ڈیانا کی اچانک اور حسرت خیز موت ہے۔ آج سے سترہ سال قبل جس کی شادی کی تقریب کو دنیا کی سب سے بڑی تقریب قرار دی جارہی تھی اور پوری دنیا میں ایک غلغلہ تھا، اس شاہی جوڑے کی شادی کا لیکن چشم فلک اور ہم سب نے اپنی آنکھوں سے یہ عبرت آمیز منظر دیکھا کہ پھر اسی شہزادی کا بڑا جنازہ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے گزرگیا۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار) اور وہی بکنگھم پیلس (شاہی محل) ماتم سرامیں تبدیل ہوگیا

ع جہاں بجتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

جس پر ساری دنیا کی میڈیا اور پریس سراپا احتجاج والم بنا ہوا ہے۔ جو پچھلے دنوں پیرس کے ایک سرنگ میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ کار حادثے میں موت کی اتھاہ گہرائیوں اور غار میں ہمیشہ کیلئے چلی گئی۔ شہرت، دولت، شاہی جاہ وجلال، ملکوتی، حسن وجمال اور اسی طرح وددو الفھد کا مال ومتاع

اور ان تمام چیزوں سے ملک الموت مرعوب نہ ہوسکا۔ اور کاتب تقدیر نے جو فیصلہ جس وقت کیلئے کیا تھا وہ ہو کے رہا۔ اور آن واحدہ میں ایک عالم کے دلوں پر حکمرانی کرنے والی شہزادی گور خاک تیرہ میں دفن ہوگئی۔

آدمی کا جسم کیا ہے جس پہ شیدا ہے جہاں ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا بنایا اینٹ جس میں ہڈیاں چند سانسوں پر کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پرزور آندھی جس دم آکر ٹکرائے گی یہ عمارت گر کر خود خاک میں مل جائیگی

دیکھئے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کی ایک جھلک۔ آب و گل کی یہ مصنوعی دنیا جسے ہم حقیقت سمجھتے ہیں سوائے سراب اور مجاز کے اور کیا ہے؟ ؎

تھی یہ حقیقت مجاز اور اب کھلا جاکے راز سب ہے فریب آب و گل حسن و جمال کچھ نہیں

یہاں پر ڈیانا کی "شخصیت" موضوع بحث نہیں۔ کیونکہ ان کے "کردار" اخلاق باختگی اور "طرز زندگی" کے بارے میں ایک دنیا جانتی ہے لیکن یہاں پر ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ اہم تاریخی شواہد اور واقعات کی پے درپے کڑیاں ملانے سے یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہوتی چلی جارہی ہے کہ پرنسز ڈیانا اسلام کا کافی عرصہ سے مطالعہ کر رہی تھی اور عنقریب ہی ستمبر کے دوسرے ہفتہ میں وہ ایک مصری مسلمان سے باقاعدہ نکاح کرنے والی تھی تاکہ وہ اسلام کی بتائی ہوئی حقیقی ازدواجی زندگی کے مطابق زندگی بسر کر کے سکون پاسکے۔ اگر ایسا ہوجاتا تو اس کا یہ اقدام کوئی معمولی نوعیت کا نہ ہوتا۔ بلکہ یہ عالم عیسائیت اور انگلستان کے شاہی خاندان اور کلیسا پر ایک ضرب کاری ہوتی اور انگلستان کے بادشاہ پرنس ولیم کی ماں ایک مسلمان خاتون ہوتیں اور لاکھوں، ہزاروں کے "آئیڈیل" لیڈی ڈیانا کے اسلام قبول کرنے سے ان پر بھی خوشگوار اثرات پڑتے اور عالم عیسائیت میں ایک تھلکہ مچ جاتا۔ یہ قیاس آرائی لاہور کے ایک "سرکاری مولوی" کے کہنے پر ہم نے نہیں لکھی بلکہ عالم عرب اور خود مغرب کے انصاف پسند معتبر ذرائع ابلاغ نے اس کی تصدیق کی ہے

رواداری اور عدم تعصب کا ڈھنڈورا پیٹنے والی قوم مغرب نے مذہبی تعصب کا جو بدترین مظاہرہ کیا، یہ داغ ان کے سابقہ تعصبات کیطرح ان کے دامن پر ہمیشہ کیلئے چمکتا رہے گا۔

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ مغرب فرد کی شخصی اور نجی زندگی کی آزادی کا ہروقت واویلا کرتا چلا آرہا ہے لیکن خود اس کے پریس اور میڈیا نے جس طرح شخصی آزادی کی دھجیاں بکھردیں بلکہ ڈیانا کے قتل میں یہی پریس اور صحافی براہ راست پوری طرح ملوث ہیں، جنہوں نے حادثہ کے بعد بھی بربریت اور سفاکی کی ہر حد اور ہر مثال کو توڑ دیا، اب یہی مجرم پریس، صحافی اور شاہی خاندان "ماتم گساری"

میں سب سے آگے نظر آرہے ہیں۔

جو دیر سے روتا رہا لاشے سے لپٹ کر لوگوں سے سنا ہے مرا قاتل بھی وہی تھا

مغرب کی اس دوھری منافقت اور دوغلی پالیسی کا ہم نے بچشم خود مشاہدہ کرلیا ہے ۔ لیکن پھر بھی اپنے آپ کو غیر متعصب اور بے گناہ ثابت کرنے کیلئے مختلف حربے استعمال کررہے ہیں۔ کل اسکو ایک " سیکس سمبل" اور ایک فاحشہ کی روپ میں پیش کیا جارہا تھا اور آج ایک " مقدس دیوی" کی شکل میں اس کی موت پر " ماتم کناں" ہیں۔

خنجر پہ کوئی چھینٹ نہ دامن پہ کوئی داغ تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

****

اظہار تشکر بنام قارئین

" الحق " کے ماہ اگست کے پاکستان کی پچاس سالہ مناسبت سے ہم نے جو خصوصی نمبر شائع کیا تھا پورے ملک سے خطوط کے ذریعے سے دادو تحسین اور تہنیتی پیغامات بھیجنے کا لاتناہی سلسلہ چل رہا ہے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں ان تمام محبان دین ملک وملت کا جنہوں نے ہماری اس کوشش کو نہ صرف سراہا بلکہ قدر کی نگاہ سے اس کو دیکھا ۔ ہماری یہ چھوٹی سی کوشش جو انتہائی عجلت اور بے سروسامانی وبے بضاعتی کے باوجود ہم سے ہوسکی ۔ادارہ ان تمام کرم فرماؤں اور اکابرین امت اور مرسلہ نگاروں کا تہہ دل سے شکرگزار ہے، جنہوں نے ہمیں عزت افزائی اور دعاؤں سے سرفراز فرمایا تاہم چند مخلص مہربانوں نے زبردست تنقید سے بھی ہمیں نوازا ہے ۔ اور انہوں نے خاص نمبر کے ایک مقالہ پر کافی گرفت کی ہے ۔ ادارہ نے تمام مکاتب فکر کے اصحاب کو دعوت دی تھی اور ہر مقالہ نگار نے اپنے نظریات کے مطابق مضمون بھیجا ہے ۔ زیرنظر شمارہ میں ہم خاص نمبر کے بارے میں ملے جلے رد عمل کا اظہار افکار وتاثرات کے عنوان سے شائع کررہے ہیں ۔ باقی ہم ہر قسم کی تنقید اور تبصرے کو نہ صرف خوش آمدید کہتے ہیں بلکہ اسکو من وعن شائع کریں گے ۔ چشم ماروشن دل ماشاد

****

حضرت مولانا عبدالرشید ارشد ایڈیٹر ماہنامہ " الرشید" کو صدمہ

ہمارے بہت ہی محترم بزرگ جناب مولانا عبدالرشید ارشد صاحب مدظلہ کی اہلیہ گذشتہ دنوں کافی عرصہ علیل رہنے کی بعد خالق حقیقی سے جاملیں ۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحومہ کو کینسر کا جان لیوا مرض لاحق تھا۔ علاج معالجے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا ۔ لیکن اجل کے سامنے چارہ گری بے سود رہی۔

؎ چوں قضا آید طبیب ابلہ شود آں دوا در نفع خود گمرہ شود